فساد خواہ کسی شکل میں بھی ہو ہمارے محبوب ربّ کو ہرگز پسند نہیں ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍نومبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ قرآن کریم کے سات سَو احکام کو جاننا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

☆ قرآن کریم کا ہر حکم استقامت اور اعتدال پر قائم رکھتا ہے۔

☆ شریعت اسلامیہ سختی کے ساتھ اس بات سے روکتی ہے کہ دوسروں کی املاک کو نقصان پہنچایا جائے۔

☆ اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو گے اور شکر گزار بندے بنو گے تو پھر تم فساد پیدا نہیں کر سکو گے۔

☆ جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے گھر کا ایک حصہ وقتی استعمال کیلئے جماعت کے نظام کو پیش کریں۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

(البقرہ:۱۸۶)

اس کے بعد فرمایا:۔

پچھلے جمعہ میں نے بتایا تھا کہ قرآن کریم کا ماہ رمضان سے بڑا گہرا تعلق ہے اور ماہ رمضان ہمیں ایک موقعہ عطا کرتا ہے کہ ہم قرآن کریم کی ان تین اصولی برکات سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں استفادہ کر سکیں جو اس آیہ کریمہ میں بیان ہوئی ہیں۔ کثرت تلاوت (هُدًى لِّلنَّاسِ) قرآنی تعلیم اور شریعت کے احکام سامنے لائے گی اور انسان کا ذہن انہیں یاد رکھے گا کثرت فکر و تدبر اور دعاؤں کی کثرت اور عاجزی اور انکساری کا تحفہ اپنے ربّ کے حضور پیش کرنے سے قرآن کریم کی حکمتیں اور اسرارِ روحانی ایسے شخص پر کھلیں گے نیز اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ ہر شخص اپنی استعداد اور اخلاص اور صدق و وفا کے مطابق ایک ایسے مقام کو حاصل کرے گا جو اسے غیروں سے ممتاز کر دے گا۔

آج میں هُدًى لِّلنَّاسِ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں قرآن کریم میں سات سو احکام ہیں اور ان میں سے ہر ایک حکم کو جاننا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ایک مسلمان کا فرض ہے جو شخص جان بوجھ کر (اگرچہ وہ بعض احکام بجالا رہا ہو) بعض احکام کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس کے غضب کے نیچے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی

ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سوتم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۲۶۔۲۷)

قرآن کریم کے ان سات سو احکام میں سے اس وقت پہلے تو میں یہی بیان کروں گا کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ:۱۸۶) کہ جو شخص بھی صحت کی اور روزے کی بلوغت کی حالت میں رمضان کا مہینہ پائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی بتائی شرائط کے مطابق روزہ رکھے۔

قرآن کریم نے جو سات سو احکام ہماری زندگیوں کو سدھارنے اور اعتدال پر لانے کے لئے بیان کئے ہیں ان میں سے دو اور احکام ہیں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں قرآن کریم کا ایک حکم یہ ہے کہ فساد نہ کرو اور قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے پیار نہیں کرتا بلکہ ایسے لوگ اس کے غضب کے نیچے آ جاتے ہیں فساد کے لغوی معنی ہیں حد اعتدال سے نکل جانا معنی کی اس وسعت کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کے ہر حکم سے بغاوت فساد ہے کیونکہ قرآن کریم کا ہر حکم استقامت اور اعتدال پر قائم رکھتا ہے فساد کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور کسی شکل میں بھی وہ ہمارے محبوب کو محبوب نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ میں فرماتا ہے کہ دنیا میں بعض لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتیں پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں وہ ملک اور قوم کے خیر خواہ دین کے بھائی اور خدا سے پیار کرنے والے سمجھے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ۔ (البقرہ:۲۰۶)

یعنی جب بھی اسے موقع اور طاقت ملے وہ فساد پیدا کرنے کی غرض سے سارے ملک میں دوڑتا پھرتا ہے اور اس طرح حرث اور نسل کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بہت سے معنی ہو سکتے ہیں۔

ایک معنی یہ بھی ہیں ایسا شخص جو خود کو ملک اور قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ ظاہر کرتا ہے ان ذرائع اور اسباب پر ضرب لگاتا ہے جو دنیوی لحاظ سے قومی تعمیر کے کام آنے والے ہیں اور اُخروی لحاظ سے وہ کسی کو ان جزاؤں اور ان انعامات کا وارث کرتے ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ کا ایک مومن بندہ اس دنیا میں اس امید پر بوتا ہے کہ وہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ کر کھیتی کو کاٹے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْلَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ۔
(الشوریٰ:۲۱)

کہ جو شخص آخرت کے انعامات کے لئے اس دنیا میں کام کرتا ہے اسے بہت ملے گا اس نے جو کام کئے ہیں ان سے بھی بہت زیادہ ملے گا اور جو اس دنیا کے لئے کام کرتا ہے اسے بھی ہم عام قانون کے ماتحت محروم نہیں رکھیں گے اس کو بھی ہم اس دنیا میں اس کے کام کا اجر دیں گے۔

لغت نے یہاں حَرْثٌ کے معنی تعمیری کاموں کے بھی کئے ہیں یعنی ایسے کام جن کے نتیجہ میں ملک اور قوم کی تعمیر ہوتی ہے پس جو لوگ قوم کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں توڑ پھوڑ کے ذریعہ یا لوٹ کے ذریعہ یا کوئی اور خرابی پیدا کرنے کے نتیجہ میں، وہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کو توڑنے والے ہیں کیونکہ جہاں عقل، اخلاق اور قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کسی دوسرے کی املاک کو یا قومی املاک کو نقصان پہنچایا جائے وہاں شریعت اسلامیہ اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ اس بات سے روکتی ہے کہ ان اموال کو نقصان پہنچایا جائے جو دوسروں کے ہیں یا خود اپنے ہیں کیونکہ اموال کے متعلق اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اصل ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے اسی لئے اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ جان تیری نہیں جان تو خدا کی ہے تجھے کس نے حق دیا ہے کہ تو جان کو لے چاہے وہ تیری اپنی ہی کیوں نہ ہو اور اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی پلیٹ اور رکابی میں اتنا سالن نہ ڈالو کہ اس میں سے ایک لقمہ بھی ضائع ہو جائے کیونکہ کھانے کا جو لقمہ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے وہ تمہارا نہیں تم تو صرف

اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھا رہے تھے اس نے تمہیں اس لقمہ کو ضائع کرنے کا اختیار نہیں دیا غرض کھانے کے ایک لقمہ کا ضیاع بھی خدا اور اس کے رسول ﷺ نے ناپسند کیا ہے کجا یہ کہ لاکھوں روپیہ کی املاک کو ضائع کر دیا جائے۔

پس دوسرے کی املاک کو نقصان پہنچانے یا ان پر قابض ہو جانے کی اسلام اجازت نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ کوئی ایک مہینہ ہوا میں نے اعلان کیا تھا کہ ربوہ میں ہر وہ دکان دار یا مکان والا جس نے غیر کی زمین پر (جو نہ تو اس کی ذاتی ملکیت ہے اور نہ اس نے وہ کرایہ پر لی ہے) دکان یا مکان بنایا ہوا ہے تو اسے اپنا وہ مکان یا دکان ۳۰؍نومبر تک اٹھا لینی چاہئے اور یہ میعاد اس لئے دی گئی تھی کہ ایسا کرنے پر کچھ وقت لگتا ہے اور ایسا حکم نہیں ملنا چاہئے جو طاقت سے بالا ہو اعلان کرتے وقت میرا اندازہ تھا کہ اس عرصہ میں ایسی دکانیں اور مکان اٹھائے جا سکتے ہیں اور کاروبار سمیٹے جا سکتے ہیں اب تو رمضان کی ذمہ داری بھی آ گئی ہے رمضان کے مقدس مہینہ میں خصوصاً کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور نہ جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں اس بات کی اجازت کسی کو دی جا سکتی ہے کہ قرآن کریم کے احکام کے خلاف دوسرے کی ملکیت پر ناجائز تصرف قائم رکھے ابھی تک جو رپورٹ مجھے ملی ہے وہ یہی ہے کہ دوست اس طرف متوجہ ہوئے ہیں اور انشاء اللہ کل ۳۰؍نومبر تک یعنی وقت کے اندر اندر ناجائز طور پر تعمیر کردہ دکانیں اور مکانات خالی کر دیئے جائیں گے جو ایسا نہیں کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے اس انذار کے مطابق کہ اِنَّ اللّٰـہَ لَایُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ (القصص:۷۸) یعنی اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے خلفاء اس کے صلحاء اور نیک بندوں کی محبت سے محروم ہو جائے گا اور اگر کوئی ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت دے امید تو یہی ہے کہ ایسا ہم میں سے کوئی نہیں نکلے گا۔

فساد جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے کہ وَاِذَا تَـوَلّٰـی سَعٰـی فِـي الْاَرْضِ اس سے مراد روحانی اور مذہبی فساد بھی ہے جب ملک میں بدامنی کے حالات پیدا کر دیئے جائیں تو وہ لوگ جو اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اور اس کے ذکر میں خرچ کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی روحانی غذا کے حصول کی طرف اپنی توجہ اس طرح قائم نہیں رکھ سکتے جس طرح وہ دوسرے حالات میں رکھ سکتے ہیں ان کے لئے بہت سی فکریں اور پریشانیاں پیدا کر دی جاتی ہیں غرض قرآن کریم نے فساد کو پسند نہیں کیا اسی طرح فرماتا ہے:۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ وَلَاتَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (الاعراف:۷۵)

اگر چہ یہ آیت حضرت صالحؑ کی قوم ثمود سے تعلق رکھتی ہے لیکن جہاں پرانے انبیاء کی زبان سے اصولی احکام بیان ہوتے ہیں ان کا تعلق ہر مسلمان سے بھی ہے اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں جان بوجھ کر فساد مت کرو گویا اللہ تعالیٰ نے فساد کی طرف مائل ہونے کو اس کی نعمتوں کی ناشکری قرار دیا ہے اور فرماتا ہے اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو اور اس کے شکر گزار بندے بنو تو پھر تم فساد نہیں پیدا کر سکتے اس لئے کہ (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) نہ جان تمہاری اپنی ہے، نہ مال اپنا ہے، نہ مکان اپنا ہے، نہ زمین اپنی ہے ہر چیز خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے اللہ تعالیٰ ہی ان سب کا حقیقی مالک ہے ان اشیاء میں کسی فرد یا قوم کو اس حد تک تصرف کرنے کی اجازت ہے جس حد تک اللہ تعالیٰ نے اس فرد یا قوم کو اجازت دی ہو ورنہ نہیں پس یہ ساری نعمتیں ہیں تم خدا کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرو، اگر تم فساد کرو گے، توڑ پھوڑ سے کام لو گے، لوٹ مچاؤ گے، لوگوں کی جانوں کو یا ان کے اوقات کو نقصان پہنچانا چاہو گے تو تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر رہے ہو گے مثلاً ایک شخص ہے اس نے آٹھ گھنٹے محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے اور تم نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ اپنے کام پر جا نہیں سکتا فساد کی وجہ سے اس کے رستے رک گئے ہیں تو اس کے بچے بھوکے رہیں گے گویا خدا تعالیٰ نے اسے ایک نعمت دی تھی اور تم اس نعمت سے اسے محروم کرنے والے بن گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ نعمت خداوندی کو یاد رکھتے اور اس کا شکر بجالاتے ہیں وہ فساد نہیں کیا کرتے بلکہ اپنے مال کی، اپنی جانوں اور اپنے ہمسائیوں۔ بھائیوں۔ ہم ملک ہم قوم اور دنیا میں بسنے والے ہم عصروں کی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ ہر چیز اور ہر مخلوق جو ان کی بصیرت اور بصارت کے سامنے آتی ہے اسے وہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے نہ وہ خود کو محروم کرنا چاہتے ہیں نہ دوسروں کو محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض قرآن کریم کے سات سو احکام میں سے دوسرا حکم جس کی طرف میں اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ دنیا میں فساد نہ کرو۔ تیسرا حکم اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کا دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

(ابراہیم:۳۲)

یعنی میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں یا ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں کہہ دو کہ (نمازوں کو قائم کریں اور) ہم نے انہیں بہت کچھ دیا ہے اور ہم نے جو بھی انہیں دیا ہے اس میں سے وہ ہماری راہ میں سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی پوشیدگی میں بھی اور ظاہر میں بھی خرچ کریں اس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں جیسا کہ احمدیوں کے سامنے یہ چیز بار بار آتی ہے صرف اموال کی طرف ہی اشارہ نہیں بلکہ اوقات بھی اسی میں آجاتے ہیں استعدادیں بھی اس میں آجاتی ہیں اموال بھی اس میں آجانے چاہئے وہ غیر منقولہ ہوں یا منقولہ غرض اللہ تعالیٰ کی ہر عطا اس میں آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں بہت کچھ دیا ہے اور جو بھی ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں سِرًّا یعنی خفیہ طور پر اور پوشیدگی میں خرچ کرو اور کچھ عَلَانِيَةً یعنی ظاہر طور پر خرچ کیا کرو اور خرچ کی بہت سی راہیں ہیں اور ان میں سے مختلف راہوں کی طرف ہم احباب جماعت کو بار بار توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

اس وقت میں جس راہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات ہیں ان اخراجات میں سے ایک حصہ تو چندہ جلسہ سالانہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے جو ایک علانیہ خرچ ہے یعنی یہ ایسا خرچ ہے جو جماعت کے ریکارڈ میں آجاتا ہے یہ بات منتظمین اور خلیفہ وقت کے سامنے آجاتی ہے کہ فلاں فرد نے یا فلاں جماعت نے اس مد میں اتنا چندہ دیا ہے یا فلاں فرد اور فلاں جماعت نے اس بارہ میں سستی دکھائی ہے یہ خرچ تو بہرحال پورے ہونے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اور اس کی حکمت کاملہ سے جماعت کی مخلصانہ تربیت کے لئے ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا ہے اور وہ جاری رہے گا انشاء اللہ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس میں ظاہر طور پر اپنے اموال میں سے خرچ کرنا ہے۔

جلسہ سالانہ کا ایک اور خرچ بھی علانیہ ہے ہم احباب سے رضا کارانہ طور پر جلسہ سالانہ کے موقع پر اوقات دینے کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ زندگی اور زندگی کا ہر سانس بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں اس وقت چونکہ جلسہ سالانہ کے کاموں کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنے اوقات پیش کرو بعض دوست کسی جائز مجبوری کی وجہ سے خود یا اپنے بچوں کو جلسہ کے کاموں کے لئے پیش نہیں کر سکتے میں ان کو نصیحت کروں گا کہ وہ باقاعدہ اجازت لے لیں تا وہ نظام سلسلہ کی نگاہ میں سست اور کمزور نہ ٹھہریں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کو دنیا کا لالچ دین کی خدمات سے محروم کر دیتا ہے انہیں میں

کہوں گا کہ یہ دنیا چندروزہ ہے تمہیں پتہ نہیں کہ کتنے دن تم نے یا تمہاری اولاد نے اس دنیا میں زندہ رہنا ہے اس لئے تم اس ابدی حیات کی فکر کرو کہ جہاں کی نعمتیں اگر تمہیں حاصل ہو جائیں تو پھر شیطان یا اس کے وسوسے انسان کو وہاں سے نکال نہیں سکتے ابدی رضا کی جنتوں کے مقابلہ میں اس دنیا اور اس کی عارضی خوشیوں کی کوئی قیمت نہیں ہے پس اگر جائز مجبوری اور عذر ہے تو نظام سے اجازت حاصل کرلو اور اگر عذر ناجائز اور بودا ہے تو پھر اپنی جانوں کی اور اپنی نسلوں کی فکر کرو اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے اور اپنی نسل کے اوقات پیش کرو اللہ تعالیٰ بڑی رحمتوں اور بڑی برکتوں سے تمہیں نوازے گا۔

پھر اموال اور املاک جو ہیں وہ بعض دفعہ مستقل طور پر ہمیشہ کے لئے خدا کی راہ میں پیش کئے جاتے ہیں مثلاً ہم جو رقم بطور چندہ دے دیتے ہیں وہ رقم ہی مستقل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیتے ہیں یا پھر املاک کو عارضی طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا جاتا ہے اور اسلامی تاریخ میں اس کی مثالیں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں بعض دفعہ چندہ کا مطالبہ نہیں ہوتا بلکہ قرضہ حسنہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور اس وقت صاحب حیثیت مخیّر احباب بھی اور وہ احباب بھی جن کے پاس بہت تھوڑا سرمایہ ہوتا ہے کچھ رقم بطور قرضہ دے دیتے ہیں جب رقم کی ضرورت وقتی ہو اور یہ امید ہو کہ مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد یہ ضرورت باقی نہیں رہے گی اور رقم بھی واپس کی جاسکے گی تو اس وقت چندہ کی اپیل نہیں کی جاتی بلکہ قرضہ حسنہ کی اپیل کی جاتی ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ املاک دینی کاموں کے لئے وقتی طور پر بھی پیش کی جاتی ہیں مثلاً جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم اپنے گھر کا ایک حصہ وقتی استعمال کے لئے جماعت کے نظام کو پیش کرتے ہیں اور یہ اپنے املاک کو وقتی طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کی ایک مثال ہے اور یہ علانیہ قربانی ہے جو کی جاتی ہے۔

ربوہ کے قریباً ہر گھر میں (قریباً میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں ایک انسان ہوں اور علم غیب نہیں رکھتا لیکن جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ ہر گھر میں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ٹھہرتے ہیں اور جن گھروں میں رشتہ دار یا دوست یا واقف یا ان واقفوں کے واقف آ کر ٹھہرتے ہیں گھر والے ان کے لئے اپنے گھر کے بعض کمرے یا کمروں کے بعض حصے خالی کرتے ہین اور پھر ان کا خیال

رکھتے ہیں کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو اور اس طرح وہ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا کے مطابق خفیہ طور پر خدا تعالیٰ کے حضور قربانی دے رہے ہیں جماعت کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ان کو بہت جزا دے کیونکہ یہ بھی بڑی قربانی ہے جو ربوہ کے مکین خدا تعالیٰ کی راہ میں دے رہے ہیں مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ اس راہ میں ربوہ والے بڑی ہی قربانی پیش کرتے ہیں اور بڑی بشاشت سے پیش کرتے ہیں لیکن ہمیں صرف سِرًّا یعنی خفیہ طور پر ہی خرچ کرنے کا حکم نہیں بلکہ علانیہ خرچ کرنے کا بھی حکم ہے اس لئے اگر اور جہاں تک ممکن ہو سکے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے اپنے گھروں کے بعض حصوں کو خالی کروتا کہ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا ہی پر آپ ٹھہر نہ جائیں بلکہ علانیہ طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں تا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی کامل نعمتوں کے وارث بنیں۔

جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس دو کمرے ہیں تو وہ اس کی بیوی اور اس کے پانچ یا سات بچے ایک ہی کمرہ میں سمٹ سمٹا کر زمین پر سونے لگ جاتے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے دار مسیح (قادیان) بہت بڑی حویلی ہے لیکن) جلسہ سالانہ کے دنوں میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا (جن کے پاس میں رہا اور جنہوں نے میری پرورش اور تربیت کی) اکثر اوقات ضرورت کے وقت ہمیں زمین پر سلا دیتی تھیں اور اس میں ہمیں بہت خوشی ہوتی تھی ہمیں ایک مزہ آتا تھا پانچ سات سال کی عمر میں اصل روحانی لذت کا تو شعور نہیں ہوتا کیونکہ بچہ بلوغت کو نہیں پہنچا ہوتا لیکن اس فضا کے اثر کے نتیجہ میں بڑی بشاشت پیدا ہوتی تھی کہ جلسہ سالانہ کی ضرورتوں کی وجہ سے ہم زمین پر لیٹے ہوئے ہیں غرض جلسہ سالانہ کے موقع پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس دو کمرے ہیں تو وہ ایک کمرہ میں پرالی بچھا کر زمین پر سمٹ سمٹا کر سو جاتے ہیں اور دوسرا کمرہ مہمانوں کو دے دیتے ہیں۔

ضمناً میں یہ بات بھی کہہ دوں کہ باہر سے آنے والے بھی بڑی محبت اور فدائیت کا مظاہرہ کرتے ہیں ایک دفعہ جب میں افسر جلسہ سالانہ تھا رپورٹ کرنے والوں نے مجھے رپورٹ دی کہ فلاں گھر میں صرف ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اور چالیس یا پچاس (صحیح تعداد مجھے یاد نہیں) کا کھانا وہ لے کر گیا ہے کہیں اس نے بد دیانتی نہ کی ہو میں نے کہا چلو چیک کر لیتے ہیں۔ چنانچہ رات کو ہمارے آدمی پتہ لینے کے لئے گئے تو جتنے لوگوں کے متعلق رپورٹ تھی کہ اس سے زیادہ آدمی وہاں لیٹے ہوئے تھے یہ باہر سے آنے

والوں کی قربانی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی یہ شان بھی ہمیں نظر آتی ہے کہ عام حالات میں اس تعداد کا چوتھا حصہ بھی اس کمرہ میں نہیں سو سکتا تھا پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کمرہ کو بڑا کر دیتے ہیں یا جسموں کو نقصان پہنچائے بغیر انہیں برکتوں سے بھر کر وقتی طور پر سکیڑ دیتے ہیں۔

غرض باہر سے آنے والے بھی عشق اور فدائیت کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے ہیں اور یہاں کے مکین بھی عشق اور فدائیت کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس عشق اور فدائیت کے جوش میں اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف سِــــرًّا یعنی خفیہ طور پر ہی قربانی پیش کرنے کا حکم نہیں بلکہ علانیہ طور پر قربانی دینے کا حکم بھی ہے پس اگر آپ کے پاس گنجائش ہو خواہ ایک غسل خانہ ہی کی کیوں نہ ہو تو ثواب کی خاطر نظام سلسلہ کو وہ غسل خانہ ہی دے دیں یا ایک کمرہ یا دو کمرے جتنی گنجائش ہو دے دیں تا کہ آپ سارے کے سارے انعامات کے وارث ہوں۔ خدا کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے سب انعاموں کے ہمیشہ ہی وارث بنتے رہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۱؍دسمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆